کنیز نبوی

چاند اترا ہے

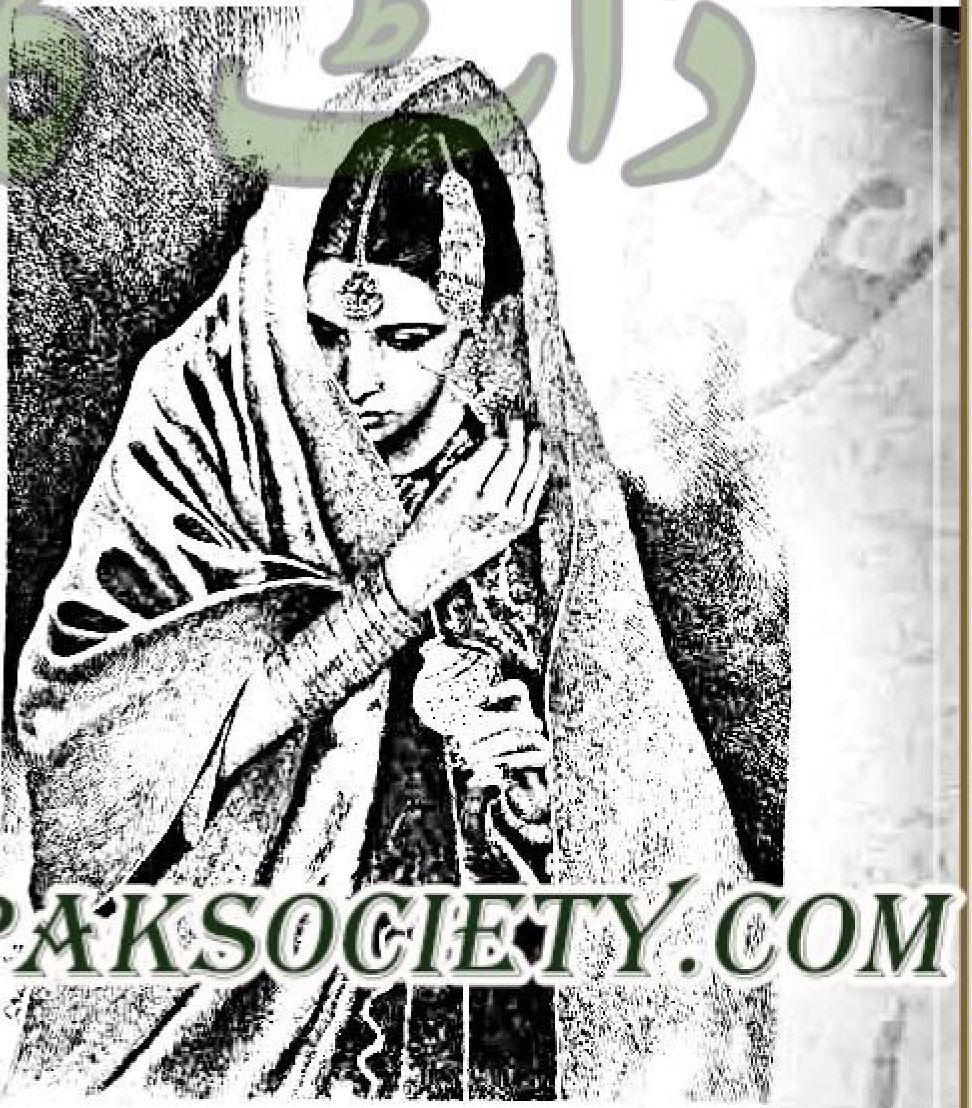

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کنیز نبوی

پھوار برسے

"واچوڑو"(تیز جھکڑ و طوفان) سبھاگی۔۔۔ زور سے چلائی' اس کی آواز ہوا کے شور میں گم ہو گئی تھی۔ اس نے اڑنے والی ریت کی وجہ سے آنکھیں بند کرلی تھیں۔ وہ ٹیلے سے جلدی جلدی اترنے لگی مگر پاؤں ہوا کے زور پہ ریت پر جم نہیں رہا تھا۔ وہ لڑکھڑائی اور ٹیلے سے پھسلتی چلی گئی۔ اسے اپنی اس حالت پر بے تحاشا ہنسی آئی۔ ہوا کے زور پر کیسے اوپر سے نیچے پھسلتی آ پہنچی تھی۔

اسے اپنا کنوارپن میں گرنا یاد آیا' ایسے ہی ایک برساتی دن سہانے سمے میں وہ ٹیلے سے نیچے اللہ وسایو کے قدموں میں آگری تھی۔

وہ اسے گرتے دیکھ کر بے ساختہ ہنسا۔

"چھوری! شکر کر بھٹ (ٹیلے) کے نیچے نہیں آئی' ورنہ یہ گرنے والی بھٹ (ٹیلے) تیری قبر ہوتی۔ ہم تمہاری نعش نکالنے کے بجائے تمہیں زندہ پیرنی کی درگاہ کا خطاب دے کر چڑھاوے چڑھانے آتے۔"

اس نے ہڑبڑا کر اس کے قدموں سے اٹھنا چاہا' مگر لڑکھڑا کر دوبارہ گر گئی۔ وہ "شرارتاً" پاؤں اس کے گھاگھرے پر رکھے کھڑا تھا۔ اس نے اسے دھکا دے کر گھاگھرے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زور سے کھینچا' وہ لڑکھڑا کر دور ہٹا' وہ تیزی سے کھڑی ہو گئی۔

"چل لوپھر (لوفر) ٹھٹھول کرتا ہے۔" چوڑے والی بانہہ زور سے اس کے سینے پر ماری اور دونوں ہاتھوں سے گھاگھرا پکڑے دوڑتی چلی گئی۔

"اری ظالم! میرا دل زخمی کردیا۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھے اس کے پیچھے دوڑا مگر وہ وڑھے کے قریب پہنچ چکی تھی اور اسے انگوٹھا دکھا کر چیلنج کر رہی تھی۔

اس نے بھی داڑھی پر ہاتھ پھیر کے اس کے چیلنج کو قبول کیا تھا۔

آج وہ ٹیلے سے اسی طرح پھسلتی ہوئی گری تھی۔ اس کے منہ میں ریت بھر گئی تھی۔ اس نے دوپٹہ منہ پر رکھا اور گھر کی جانب بھاگی۔ بادل گھر کے آئے تھے' آندھی کے بعد تیز پھوار پڑنی شروع ہو گئی تھی۔

"بارش آگئی۔۔۔ بارش آگئی۔۔۔" گاؤں کے بچے خوشی سے چلا رہے تھے۔

"اما! بارش آگئی۔" وہ انوکھی خوشی سے بولی۔

کچے چبوترے پر آسمان کو تکتے برستے دیکھتے حیات نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا۔

"ہاں بارش آگئی' اب اپنا وسایا لوٹ آئے گا۔"

وسائے کے نام پر اس کے لب مسکرائے اور آنکھیں چمکنے لگیں۔ وہ اپنے چوہ بڑے (گولائی کی طرز پہ بنے جھونپڑے) کے اندر پہنچی تو بھیگ چکی تھی۔

"چھوری! کہا تھا نا' باہر مت جا' بھیگ جائے گی۔ لگ رہا تھا آج مینہ ضرور برسے گا۔"

اس نے کریماں کی بات سنی ان سنی کردی۔ آج اسے وسایا شدت سے یاد آ رہا تھا۔ بھٹ کی چوٹی پر چڑھ کے اس نے سرشاری سے وسائے کو پکارا تھا اور سچل سائیں کے سُر سارنگ کا بیت لہک لہک کر پڑھا تھا۔

موں میں آھیں توں' تو میں آھیاں ماں
بجلی بادل ساں' آہے جیئیں سپرں

(اے میرے محبوب! تم میرے اندر' میں تمہارے اندر' ایسے سمائے ہوئے ہیں جیسے بادل کے وجود میں بجلی سمائی ہوئی ہے۔)

اس بھٹ پر تو ان کی محبت پروان چڑھی تھی۔

اس نے موبائل اٹھایا مگر سگنل باہر برستی بارش میں گم تھے۔

"جیٹھا مینہ' پونئیے پٹ کر میں' بھاگیں ملندا آہن۔"

(برسات کے موسم سے پہلے برسات اور اول بیٹا بھاگوں سے ملتے ہیں)

کریماں نے ہنس کر کہا اور لالٹین جلانے لگی۔

لج پنہ پورب پار ڈے گکرن کڈھیا کوڑ
صبح ویل سوبل جو سارنگ لاتھی سوڑ
وجن واجا واہ کیا' مینگھ بدھا اج موڑ
لوکل لاتھی لوڑ' مولا پہنجی مہر ساں

(آج پھر مشرق سے بادلوں کے کونے ظاہر ہوئے ہیں۔ علی الصبح بادلوں نے شور مچایا ہے۔ بجلی نے کیا خوبصورت آوازیں نکالی ہیں۔ میگھ نے سہرہ باندھا ہے۔ مالک مہربان نے اپنی مہربانی سے اپنے مہر و کرم سے لوگوں کی تنگی دور کی ہے۔)

حیات سچل سرمست کے سُر سارنگ کے بیت لہک لہک کر پڑھ رہا تھا۔

"ارے سبھاگی! اللہ وسائے کو فون کیا؟"

"ہاں! کررہی ہوں' لگ نہیں رہا۔" اس نے جھنجلا کر جواب دیا۔

"یہ موا فون بھی نا بس وقت پر کام نہیں کرتا۔"

اس کا دل بیٹے سے فوراً "بات کرنے کو چاہ رہا تھا۔

"مل گیا۔" سبھاگی خوشی سے چلائی۔

"آجا وسایا! سارنگ (ساون) تھر کو سجانے سنوارنے آیا ہے۔ بس اک تیری کمی ہے۔"

"ہاں چری (پاگل) اسی لیے یاد کررہی ہے مجھے۔" اس کے لہجے میں اور ہنسی میں ملہار جیسی تازگی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں دیکھتا ہوں گاڑی مل جائے تو کل ہی آجاتا ہوں۔ پیدل تو کئی دن لگیں گے اور ابھی تو برسات میں پیدل چلا بھی نہیں جاسکتا۔"

"ہاں' بس جلدی آجا' میں اوبیڑے (انتظار) میں ہوں۔ اب درد بھری جدائی سہنا مشکل ہے۔" اس کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

"لے اماں سے بات کر۔"

آگے وہ بول نہ سکی تو فون کریماں کو تھمایا اور خود آکے مٹی کے تسلے میں باجرے کا آٹا گوندھنے لگی۔

وہ روز بارش کی دعا مانگتی تھی۔

والی وسائیج' درد مندی جو دیس
پریں موں پردیس' اچھی ایندم اوڈڑا
(اے میرے مالک! مجھ دردمندی کے دیس تھر پر بارش برسادے تاکہ پردیس گیا ہوا میرا محبوب میرے پاس آکر مجھے وصل بخش دے۔)

بارش صرف تھر کو ہی نہیں آباد کرتی تھی تو تھری عورتوں کے من کو بھی آباد کرتی تھی' جن کے شوہر اپنے مویشیوں کے ریوڑ لے کر سندھ کے بیراجی حصوں میں خانہ بدوشی کرنے نکل جاتے تھے۔

اللہ وسایو بھی چھ ماہ سے اپنے مویشیوں کا ریوڑ لے کر ضلع بدین کی طرف نکل گیا تھا۔

جب بھوک سے ان کی پانچ بکریاں اور ایک گائے مرگئی تو اس نے کہا۔

"میں بیراجی علاقے میں جاتا ہوں' یہاں رہے تو سارے مال مویشی مرجائیں گے اور ہم بھی بھوکوں مریں گے۔"

"وسایا! میں بھی ساتھ چلوں گی۔" وہ منمنائی۔

"چری!" اس نے پیار سے کہا۔ "تمہیں میں کہاں ٹہلاتا پھروں گا۔ ہمارا کوئی ایک ٹھکانہ تو ہوتا نہیں' جہاں جہاں گھاس ہوتی ہے اور مزدوری لگتی ہے' وہاں ٹھکانہ بناتے ہیں۔ کبھی کہاں' کبھی کہاں۔"

اس نے کہتے ہوئے ٹھنڈی سانس بھری' جدائی کا دکھ اس کے چہرے پر بھی رقم تھا۔

وسایا چلا گیا تھا' ہزاروں تھریوں کے ساتھ۔ قحط کی وجہ سے خانہ بدوش تھے اور سہاگی کا انتظار شروع ہوگیا تھا۔

"سانولے لوگوان (اناج) دو' دھن دو کے مولا سائیں مینہ برسائے۔"

بچوں کی صدا پر وہ چونکی اور مٹی کے برتن سے لکڑی کا ڈھکن اتار کر چاول اپنے دوپٹے میں ڈالے اور جھولی پھیلائے ہوئے بچوں کی جھولی میں الٹ دیا۔ یہ بچے گھر گھر جاکر چاول اور پیسے لیتے پھر مل کر بھت (چاول) چڑھاتے پھر سب مل کر کھاتے اور خوش ہوکر بارش کے لیے دعائیں مانگتے۔

☼ ☼ ☼

"میں فوج میں جاؤں گا۔" مٹھی گورنمنٹ کالج سے انٹر کرنے کے بعد وہ ہر وقت سینہ تان کے اعلان کرتا رہتا تھا۔

"ہونہہ! فوج میں جاؤں گا' بڑی شان سے اعلان کرتا ہے۔" وہ چڑ جاتی۔

"تم کیوں جلتی ہو' دیکھنا میں جاکر دکھاؤں گا۔"

"جلے میری جوتی' تم تو جیسے کرنل جرنل لگ جاؤ گے نا۔ بنو گے تو وہی جھاڑو دینے والے یا جوتے صاف کرنے والے۔" وہ اس کا مذاق اڑاتے ہوئے بولی تھی۔

"تو کیوں خوامخواہ جل جل کر کوئلہ ہورہی ہے۔ کوئی شادی بھی نہیں کرے گا۔"

"تم۔" اس نے غصے سے جوتی اٹھائی۔

"میں۔ ہاں ہاں میں کرلوں گا۔" اس نے شان بے نیازی سے کہا۔

اس نے ٹھک سے جوتی اپنے گھاگھرے پر رکھے اس کے پاؤں پر ماری۔

"ہائے ہائے ظالم! تمہاری جوتی ہے یا بچھو کا ڈنک۔" وہ پیر سہلاتا چیخا۔

"ہزار بار کہا ہے میرے پشڑے پر پاؤں نہ رکھا کر' تیری یہ عادت مجھے سخت ناپسند ہے۔" اس نے ڈانٹ

پچا نے کہا۔

وہ جب کام کررہی ہوتی تو اس کے گھاگھرے کا کوئی کونا زمین پر پڑا رہتا۔ اس کی ماں اس کو بہت ڈانٹتی گھاگھرا سنبھال کر کام کرنا نہ آیا تھا۔

وسایو اس کی اسی بے دھیانی سے فائدہ اٹھا کر باتیں کرتے ہوئے پیر اس کے گھاگھرے پر رکھ دیتا۔ وہ کسی کام سے اٹھتی تو فوراً" زمین پر آگرتی۔ وہ اس کے گرنے سے بہت محظوظ ہوتا۔

وسایا اس کا چچا زاد تھا' دونوں کے چوڑے ایک ہی ویڑھے میں تھے۔

"جل جل کر کوئلہ نہ بنا کر' تھر میں ہزاروں من کوئلہ زمین میں بے کار پڑا ہے۔ تیری کیا ضرورت ہے؟"

"میں بتاتی ہوں میری کیا ضرورت ہے۔" وہ لکڑی اٹھا کر اس کے پیچھے دوڑی۔

وہ سارے چبوترے پر دوڑتے پھرے۔

"ہائے ہائے چھورو' چھوری خطا تو نہیں ہوگئے۔ (ہوش تو نہیں کھودیے) وہ ماں کے غصے بھری آواز پر ٹھہر گئی اور وسایو دور تک سمندر کی طرح پھیلے صحرائے تھر کے سینے پر چھلانگیں لگا تا ٹیلوں کے پیچھے گم ہوگیا۔

"اماں! یہ ہر وقت میرا مذاق اڑاتا رہتا ہے۔"

وہ چارپائی پر بیٹھ کر ٹانگیں ہلاتے ہوئے بولی۔

"کتنی بار منع کیا ہے' ٹانگیں نہ چلایا کر۔" ماں نے چارپائی سے نیچے ہلتی ٹانگوں پر چپت رسید کی۔

"اماں تو بھی نا بس۔"

"سہاگی! بڑی ہوگئی ہے اب تو' یوں وسایو کے ساتھ اچھل کود نہ مچایا کر۔ لوگ کیا کہیں گے بھلا ماں نے بیٹی کو کوئی لچھن نہیں سکھائے۔"

"میں نے کیا کیا ہے۔ آخر جیئڑی (زندہ) انسان ہوں' ٹانگیں بھی نا چلاؤں۔ ٹھٹھول کا جواب بھی نہ دوں۔ ساری پابندیاں مجھ پر ہیں۔"

اسے چڑتے اور بسورتے دیکھ کر اس کی ماں مسکرادی۔ بیڑی پیتے ہوئے اس کے منہ اور ناک سے دھواں نکل رہا تھا۔

"اماں! مت پیا کر یہ بیڑی' اس کا دھواں مجھے بہت برا لگتا ہے۔" وہ جھنجلا کر اٹھ گئی۔

کسی رات اس کی ماں کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اللہ وسایو اور اس کے باپ نے مل کر اسے اونٹ پر بٹھایا تھا اور اسپتال لے کر بھاگے تھے۔

وہ اس صحرا کے سفر میں سانپ کاٹنے اور موت کے خوف سے زرد ہورہی تھی۔ مٹھی اسپتال پہنچنے کے بعد پتہ چلا' وہاں تو سانپ کاٹنے کے انجکشن بھی نہیں ہیں۔ وسایو ڈاکٹر سے لڑ پڑا تھا۔

"ہم کیا کریں' آگے سے انجکشن اتنے کم مقدار میں آتے ہیں۔ فوراً" ختم ہوجاتے ہیں۔"

حیات اپنی بیوی کو بے بسی سے دیکھتا رہ گیا تھا' جس کا جسم نیلا پڑ رہا تھا اور آنکھیں پتھرا رہی تھیں۔

اللہ وسایو زمین پر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ لب بھینچ کر دونوں ہاتھوں سے اپنے بال نوچنے لگا۔

"کب تک آخر کب تک تھری صرف سانپ کاٹنے کے انجکشنز نہ ہونے کی وجہ سے مرتے رہیں گے۔"

وہ بے بسی سے رونے لگا' تھر میں اسپتال ویسے ہی کم تھے اور جو تھے' اس میں بھی اکثر کوئی دوا نہیں ہوتی تھی۔ آئے دن موذی سانپ تھر کی ریت سے منہ نکالتے اور کسی تھری کی جان سے کھیل جاتے۔ سفری سہولیات کی کمی کی وجہ سے اکثر اپنے گھروں میں ہی موت کے منہ میں چلے جاتے جو ہاسپٹل پہنچ بھی پاتے تو وہاں حکام کی بے حسی' انجکشن اور دواؤں کی نایابی ان کی غربت اور بے بسی کا مذاق اڑا رہی ہوتی ——— اربوں روپے غیر ملکی بینکوں میں جمع کرانے والے عوام کے لیے چند روپوں کی دواؤں کا بندوبست نہیں کرسکتے۔

ماں کی موت کے بعد وہ بجھ کر رہ گئی تھی۔ اللہ وسایو اسے چھیڑتا' ہنسانے کی کوشش کرتا مگر وہ تو بت کی طرح خاموش اس جگہ نظریں گاڑے بیٹھی رہتی' جہاں اس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی ماں کو سانپ نے ڈسا تھا۔ اس کی آنکھیں نم ہو تیں اور لب خاموش۔

اللہ وسایو اس کے سامنے پیڑھے پر آ بیٹھا۔

"دیکھ بھاگی! ہم تھری ہیں' ہمارے دو بڑے دشمن خشک سالی اور سانپ ہیں۔ ہم صحرائے تھر کے باسی اس سے صدیوں سے لڑتے آئے ہیں۔ ہمیں اسی سنہری ریت میں رہنا ہے جس کی نمی اور گرمی ہمارے مزاجوں کا حصہ ہے۔ ہم اتنی مشکلات سہہ کر بھی اس سنہری ریت کی محبت سے دامن نہیں چھڑا سکتے۔ یہ ہماری رگ رگ میں بسی ہے۔ تمہیں ایک بات بتاؤں' ہم جب اپنے مال مویشی کو پانی اور چارے کی کمیابی کی وجہ سے سنہری علاقوں میں جاتے ہیں نا تو یہ مویشی بھی ایک دن کا سفر چار دنوں میں کرتے ہیں۔ تھر کی ریت کی فسوں ان کے قدموں کو بھاری کر دیتا ہے مگر جب ہم سانگھڑ' میر پور خاص' بدین سے وسکارے (بارش) کے بعد واپس آ رہے ہوتے ہیں تو یہ ایک دن کا سفر گھنٹوں میں طے کرتے ہیں۔ تھر کی کشش ان کے قدموں میں بجلی بھر دیتی ہے۔ انسان' مویشی اور سانپ ہم سب کو ایک ہی جگہ رہنا ہے۔"

"وسایا! ہم درد کے مارے تھری میگھ اور محبت کے اتنے پیاسے کیوں ہوتے ہیں؟"

سورج کی شعاعیں اس کی گج کے شیشوں سے ٹکرا کر وسایا کے چہرے کو چوم رہی تھیں۔

"ہاں بھاگی! ہم تھری تھر کی سادگی کی طرح سادا' تاریخ کی طرح گہرے' فطرت کی طرح حسین اور ہوا کی طرح نڈر ہیں۔ ہمارے اندر ہمیشہ میگھ اور محبت کی پیاس رہے گی۔ یہ پیاس ہماری جستجو ہے۔ زندہ رہنے کی کوشش ہماری لگن اور زندہ رہنا ہی سیرابی ہے۔ ہم اس تھر کے صادق محبتی ہیں' یہ تھر ہم سے اور ہم تھر سے ہیں۔"

بھاگی کی دلداری کرتے کرتے وہ یہ بھی بھول گیا کہ اسے فوج میں جانا تھا۔ کچھ ہی عرصے میں وہ اس کی زندگی میں آ گئی تھی۔ اس نے کہا تھا۔

"تیری ماں نہیں' میرا باپ نہیں تو میری ماں کو ماں بنا لے' میں تیرے باپ کو باپ بنا لیتا ہوں۔"

☼ ☼ ☼

تھر کی ریت تھرپانیوں کے پہنے گج کے شیشوں کی طرح ہی چمکتی تھی۔ وہ تھرپانیاں جو اپنے شوہر کے ساتھ ایسے ہی وفادار تھیں' جیسے ماروی ملیر کے ساتھ۔ وہ قحط کے دنوں میں اپنے پردیس پیا کا انتظار کرتیں اور اللہ سے دعائیں مانگتی رہتیں۔

سب کا رزق ساون کی اوٹ میں چھپا رہتا اور وہ ہر بارش کے بعد کہتے۔

"مولا اک بارش اور۔" وہ تپتا تھر بارش کے پندرہ دن بعد ہی نئے سبز لباس میں ظاہر ہوتا۔ اس سبزے کی چادر پر چرواہوں کی بانسریوں کی لے رقص کرتی تو چنگ (سندھ کا مقامی ساز) کی مدھر آواز خوشحالی کا پیغام لاتی۔

اونٹ' گائے' بھیڑ' بکریاں جب سبزے پر مست ہو کے دوڑتیں تو ان کے گلے میں پڑی گھنٹیوں کی آواز اک سماں باندھ دیتی' وہاں قسمیں قسمیں جنگلی گھاس اُگ آتی تو کئی سبزیاں بھی۔ ٹیلوں پر کھمبیاں' للر' لنب' گیار' کونڈ میر' ماندھائی' مرٹ' مہنڈو' چبھڑ ابھر کے آتے اور تھری ہل چلاتے۔ مویشی بیج کے بیج لے آتے اور گوار کی پھلیاں' ٹینڈے' باجرہ' جوار' تل' مونگ' کھیرے' خربوزہ' تربوزہ کے بیج بو کے اللہ کے آسرے توکل پر بیٹھے رہتے کہ ہر پندرہ بیس دن بعد اک بارش پڑ جائے اور اگر چار بارشیں پڑ گئیں تو ان کے خشک سالی کے دن اچھے کٹ جائیں گے۔ ان کے درد مٹ جائیں گے۔

ساون میں ان کی گائے بکریاں بہت سارا دودھ دیتیں' وہ دہی جما کر' کپڑے کے چاروں کونے باندھ کر جھولا سا بنا لیتے۔ وہ دہی اس میں ڈالتے' پانی نچڑ کے نکل جاتا تو ڈکار (خشک سالی) میں وہی سوکھا ہوا دہی روٹی پر رکھ کر کھاتے' خربوزے توڑ کے کھاتے' ان کے بیج نکال کے رکھتے' توے پر سینک کر کھاتے' گوار اور سبزیاں سکھا کر رکھتے' ان کا سالن بناتے' یہی ان کی زندگی تھی۔

آج بارش نے ہر طرف زندگی کی لہر دوڑا دی تھی۔ دور سے کارونجھر جبل پر مور پر پھیلا کر اپنی مورنیوں کے گرد بڑے فخر سے ناچ رہے تھے۔ کارونجھر کے سینے سے آبشاریں پھوٹ پڑی تھیں۔ تھر کی بانجھ گود ترایوں "تلاؤں" سے آباد ہو گئی تھی۔ کارونجھر کی گود میں مسجد اور مندر کا سنگم یہاں کے باسیوں کے لیے امن شانتی' محبت اور رواداری کا مکمل ثبوت تھا۔

باہر کے ساون نے اس کی آنکھوں کے ساون کو ماتھا کیا تھا۔ اس کا محبوب آ رہا تھا۔ چونٹیوں کے اوپر بیٹھی کوئلیں بھی شاید اسی کی طرح اپنے محبوب کے لیے کوک رہی تھیں۔

بارش برسنے کے بعد رک چکی تھی۔ گولی کی آواز پر اس نے اڑتے تیتر اور تکور پرندوں کو سر اٹھا کر دیکھا جو شکاری کی گولی سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس نے عرب شہزادوں کو جی بھر کے کوسا تھا جو ذرا سے مزے کے لیے ان معصوم پرندوں کو نشانہ بنا رہے تھے۔

پنہاریاں (سر پہ دو مٹکے جمائے پانی بھرنے والی) پانی بھر کے اپنے گھروں کی طرف جا رہی تھیں' اس نے بھی چشمے سے ٹھنڈے میٹھے بارش کے پانی سے اپنے مٹکے بھرے' ان کی قطار کے پیچھے چلنے لگی۔

اس کا محبوب آنے والا تھا' اسے یاد آ رہا تھا۔ جب محبوب پاس نا ہو' دل تنہا ہو' رات اداس ہو تو وہ مالک سائیں کو کیسے بارش کے لیے ستاتی تھی۔

بادلوں کو پکارتی تھی۔

ساون کو اور ساجن کو یاد کرتی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ ہوٹل پر چائے پینے آیا تھا۔ ٹرک والے سے کرایہ طے کرنے کے بعد ہوٹل کے ٹی وی پر اس نے تھر کی بھٹوں (ٹیلوں)' ترایوں (چشموں) کی رپورٹ

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

SOHNI HAIR OIL

☆ گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔

☆ نئے بال اُگاتا ہے۔

☆ بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔

☆ مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید۔

☆ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سوہنی ہیئر آئل قیمت =/70 روپے

12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جا سکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف =/70 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوا لیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

1 بوتل کے لئے ---------- =/90 روپے

2 بوتلوں کے لئے ---------- =/160 روپے

3 بوتلوں کے لئے ---------- =/240 روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔

منی آڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ:

بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں

بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37 اردو بازار، کراچی۔

فون نمبر: 2735021

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دیکھی تھی، جواب پکنک پوائنٹ بن چکی تھیں۔
کٹھی کی بھٹ گڑمی کی بھیگی ریت سے بچے گھروندے بنا رہے تھے۔
اور گوڑی کے مندر پہ بنے آرٹ کے شاہکار بارش میں ڈھل کر چمک رہے تھے۔
کھوکھرا پار تک بنے والی سڑک نے تھر کے لیے سیاحوں کے دروازے کھول دیے تھے۔ تھر کی ریت میں یہ سڑک سانپ کی طرح رینگتی محسوس ہوتی۔
اس سڑک نے آسانیاں پیدا کردی تھیں۔ سندھ کے دوسرے اضلاع سے لوگ تھر گھومنے آرہے تھے۔
اسے پتا تھا کہ اب کارونجھر جھیل پر لوگوں کا جم غفیر ہوگا اور اونچے سروں کے ساتھ فخر سے سینہ تان کر سیاحوں کو بھلیکار (خوش آمدید) کہیں گی۔
کارونجھر کے سائے میں بنے انچلا سر مندر کی سو سے زائد سیڑھیاں چڑھ کے کوئی مومن اذان دے کر نماز بھی پڑھے گا۔
بھوڈیسر کی یادگار مسجد ان کو اپنی طرف بلائے گی۔
وسایا کو صرف تھر کا حسن، محبت اور منظر ہی نہیں، سبھاگی بھی بلا رہی تھی۔
وہ سبھاگی جس نے قحط سالی میں ہجر کاٹ کے اس کا انتظار کیا تھا۔
جس نے اس کے دل کو تھر جیسا گداز اور صبر سکھا کر محبت سے آشنائی دی۔
وہ اپنی محبت کی طرف جا رہا تھا۔

اس نے آج نیا گج اور گھاگھرا پہنا ہوگا، اس کے لیے فرصت سے تیار ہوئی ہوگی، آئینے میں خود کو دیکھ کر شرمائی ہوگی۔
اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔
"مولا چند بارشیں اور ورنہ ہم تھریوں پر وہی قحط سالی رہے گی اور ہمارا سفر رائیگاں جائے گا۔ سکار (خوشحالی) کر مولا۔۔۔ سکار۔۔۔" اس نے دل کی سچائی سے دعا مانگی اور۔۔۔ مال مویشی ٹرک میں لوڈ کروانے چلا گیا۔
اس کی سبھاگی، ماں کریماں اور چاچا حیات محبت بنے منتظر تھے۔ صحن میں زیر زمین بنی بڑی کھٹی ہلو پانی (برساتی پانی) سے بھر جائے گی۔ اس پانی کو آب زر کی طرح استعمال کریں گے۔ چھ ماہ تک یہ پانی ان کے جسموں کی پیاس بجھاتا رہے گا۔
"ادھر مینہ بہت برسا ہے، بس مولا اب مینہ کا منہ گھر کی جانب کردے۔" ٹرک ڈرائیور نے ہنس کر کہا۔
"ہائے۔۔۔ ہائے۔۔۔ تھروسے (تھر برسے) تھر بسے۔" اس نے ہنس کر تائید کی۔
رات بادل برسے تھے، تھر کی سوکھی ریت پر بکھیلی ہے بادلوں کا ساتھ دے کر کھیل رچایا تھا۔ تھریوں کے سوکھے بدن بہار بن گئے تھے، ان کے نین ناچنے لگے تھے۔
"لوٹ آؤ پردیسیو! تھر تمہیں بلا رہا ہے۔ غیروں سے ہرن اور تکور کو بچالو۔"
"وسایا! میں اس وقت گڑی بھٹ پر بیٹھا تمہیں یاد کر رہا ہوں۔"
وسایا نے اپنے دوست کا میسج پڑھا اور طمانیت سے آنکھیں موند لیں۔
چند ہی دن کی بات ہے، اب تھر کی چاندنی سی ریت پر ہری گھاس کی چادر بچھ جائے گی اور تھری ایک ردھم سے آہستہ آہستہ قدموں سے دھرتی بجا کے گھاس کاٹیں گے۔ مل کے لوک گیت گائیں گے۔

ہڑک ہلو دھیماں ہلو
ہرچے جو ویلو ڑے

(آہستہ چلو، دھیمے چلو، گھاس کاٹنے کا فصل بانٹنے کا خوشحالی کا وقت آیا ہے)
سبز لباس میں بناؤ سنگھار کر کے دعوت نظارہ دیتی تھر کی ریت اس کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔
سب کو تھر بلا رہا تھا۔

☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY